غزل

زندگی ہے تلاش میں شاید
دیکھتا ہوں بھٹک رہی در در

'یہ نہیں تھی کبھی مری غایت'
آ نکل جسم سے، اے دیدہ ور

ہے خودی سے مری بہت الفت
دیکھ مجھ پر انا کا جادو کر

بیچ دے دل کے سارے ہی ارماں
خواہشِ دید کا نہ ہووے ضرر

چھین لے کچھ جہان سے فرصت
رُوح کے سنگ ہو کچھ وقت بسر

جو حقیقت کو بھی ہے دیکھ سکے
ظرف میں ڈھونڈ ایسی تیز نظر

پی لیا ماپ کے سبُو میں جام
رسمِ اُلفت کی نہیں تجھ کو قدر

نفس کی آگ نہیں بُجھتی گر
قلب میں عشق کی بھڑکا لے شرر

تھک گئے بھاگ کے تو علم ہوا
یہ ذرا فصل پہ موجود مفر

اشک کیا غم کو ہے عنوان کرے
دھو دیا دھوکہ و فریب، مکر

سعد بھی شعر میں سماں باندھے
کون آگے چلے بنے رہبر